

افادات: مولانا محمد ابراہیم فانی

داستانِ دلکشا در زمان ابتلاء

مولانا محمد ابراہیم فانی صاحب دارالعلوم حقانیہ کے جید استاد الحدیث ہونے کے ساتھ ساتھ کہنہ مشق شاعر، ادیب، مصنف و محقق تھے، گزشتہ تقریباً پینتیس سال سے دارالعلوم حقانیہ میں منصبِ تدریس پر فائز رہے۔ گزشتہ دنوں ذیابیطس کے مرض نے شدت اختیار کر کے موصوف کے دونوں گردوں کو متاثر کیا، اور اُسی مرض سے انتقال فرما گئے۔ موصوف نے آئی سی یو جیسی نازک جگہ میں بھی کتاب و قلم اور ادب و شاعری سے رشتہ جوڑے رکھا اور شدید بیماری بلکہ غنودگی کی حالت میں اپنی یادداشتیں لکھنا شروع کیں، اس طرح بیمار پرسی میں بعض اصحابِ علم و فضل سے غنودگی کی حالت میں علمی اور ادبی گفتگو فرماتے رہے۔ جس کا تیسرا حصہ نذر قارئین ہے۔ (ادارہ)

آ فانی استعارہ:

ایک دفعہ علامہ اقبالؒ کے فرزند ڈاکٹر جسٹس (ر) جاوید اقبال صاحب حقانیہ تشریف لائے۔ استقبالیہ تقریب سے فراغت کے بعد حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالیؒ کی اقامت گاہ کو ظہرانے کے لئے تشریف لے جا رہے تھے، بندہ بھی اسی کارواں میں شریک تھا، تو میں نے جسٹس صاحب کو کہا کہ علامہ صاحب تو مجموعہ کمالات تھے ہی، لیکن آپ کے نام اور بیٹے کے حوالے سے جاوید نامہ لکھ کر آپ کو امر اور اپنی والدہ محترمہ کی یاد میں نظم جس کا عنوان ہے ”والدہ مرحومہ کی یاد میں“ اپنی ماں کو آ فانی استعارہ بنادیا ہے اور آج جو شخص بھی اپنے بیٹے کو نصیحت کرتا ہے تو جاوید نامہ سے اور لندن سے بھیجے گئے آپ کے نام دوسرے اردو اشعار سے ضرور استفادہ کرتا ہے۔ مثلاً

آ تجھ کو بتادوں کہ تقدیر ام کیا ہے شمشیر و سنان اول طاؤس و رباب آخر

مئے خانہ یورپ کے دستور نرالے ہیں لاتے ہیں سرور اول دیتے ہیں شراب آخر

تھا ضبط بہت مشکل اس سیل معنی کا کہہ ڈالے قلندر نے اسرار کتاب آخر

اور والدہ مرحومہ کی یاد میں جو نظم ہے، ہر شخص اپنی والدہ کے متعلق تاثرات میں اس نظم کو ملحوظ نظر رکھتا ہے اور جب کسی کی ماں فوت ہو جائے تو یہ شعر ضرور پڑھتا ہے جو کہ علامہ کی نظم کا آخری شعر ہے۔

آسمان تیری لحد پر شبم افشانی کرے سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

یہ باتیں کرتے ہوئے جسٹس صاحب انتہائی متوجہ تھے، اور پھر مولانا سمیع الحق صاحب نے فرمایا کہ یہ تو واقعی نقطہ کی بات ہے جس پر ہمارے فانی صاحب پہنچ گئے۔

حضرت مولانا سعید الرحمن دیروی کا حضرت فانی صاحبؒ سے دلچسپ مکالمہ

حضرت مولانا سعید الرحمن صاحب دارالعلوم حقانیہ کے لائق و فائق استاد ہیں اور شیخ الحدیث و انیسر حضرت مولانا عبدالحلیم دیروی صاحب مدظلہ المعروف بہ دیر بابا جی کے صاحبزادے ہیں۔ ماشاء اللہ صاحبزادے بڑے خوش طبع اور ہنس مکھ انسان ہیں، انہوں نے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد ابراہیم فانیؒ سے دوران بیمارہی کچھ ضروری اور دلچسپ سوالات کئے، جس میں حضرت فانیؒ کا مسلک و شرب اور چھپے دلی جذبات کا اظہار ہوتا ہے اور جس میں حضرت فانیؒ کی کتاب زندگی کے کچھ اوراق پلٹے گئے جو کہ ان شاء اللہ قارئین کیلئے دلچسپی کا باعث ہوگا۔..... (حافظ محمد اکرم)

مولانا ہلال احمد: حضرت! آپ آرام نہیں فرماتے، آپ کو آرام کرنا چاہیے

فانی صاحبؒ: مصیبت آشنا ہوں میں ازل سے اے چمن والوں مجھے آرام آیا بھی تو زیر دام آئے گا ایک مرتبہ میری قاضی حسین احمد مرحوم سے ملاقات ہوئی تو ان کو میں نے کہا کہ جناب من! آپ نے تو دل کی سرجری کی ہوئی ہے۔ اس کے باوجود کیوں بھاگ دوڑ کر رہے ہیں۔ تو حضرت قاضی مرحوم فرمانے لگے کہ مولانا آرام میں صحت نہیں ہے اور پھر فرمانے لگے کہ بیدل کہتا ہے، ”یہ بھیج کرنا جاؤں کہ یہ (بیدل) کا شعر نہیں ہے۔“ مولانا آزادی کی کتاب ”غبارِ خاطر“ میں اس کی پوری تشریح موجود ہے۔ وہ فرماتے ہیں.....

موجیم کہ آسودگی ماعدم ماست مازندہ اذائیم کہ آرام نگیرم

مولانا سعید الرحمن صاحب: حضرت! پھر آپ لوگوں نے جواب میں کیا عرض فرمایا؟

فانی صاحبؒ: میں نے جواب میں یہ شعر کہا.....

مصیبت آشنا ہوں میں ازل سے اے چمن والو مجھے آرام آیا بھی تو زیر دام آئے گا

جناب ہماری قسمت میں آرام کہاں ہے۔ میں اس بات پہ حیران ہوں کہ اگر یہاں ہسپتال سے فارغ ہو کر جامعہ چلا گیا تو بہت ہلہ ہوگا۔ طلبہ مجھے نہیں چھوڑیں گے، میری تو خواہش یہ ہے کہ جامعہ کے دارالحدیث میں تمام طلبہ، متعلقین اور محبین کو مدعو کر کے صحتیابی کی خوشی میں ایک اجتماعی تقریب منعقد کر لوں اور طلبہ اور متعلقین سے معذرت کر لوں کہ آئندہ بیمار پرسی کی غرض سے تشریف مت لائیں۔ نہ بیٹھک میں تشریف لائیں اور نہ کمرے میں۔

مولانا سعید الرحمن: حضرت! آپ آرام کر لیں نا۔

فانی صاحبؒ: میرا کام بے آرامی کا ہے، دراصل میں نے دو کتابیں شروع کی ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنا خصوصی فضل و کرم فرمایا کہ دوران بیماری دو کتابوں کی تصنیف کی ہمت مرحمت فرمائی۔

مولانا سعید الرحمن: حضرت! کتابوں کے نام کیا ہیں؟

فانی صاحبؒ: میری ایک کتاب کا نام ہے ”داستان دل کشاں، در زمان ابتلاء“ اور دوسری کا نام ”تذکرہ

علماء وفضلاء زرہونی“ ہے۔ اول الذکر میں وہ چیزیں ذکر کروں گا جو کہ دوران بستر پیش آئیں یہ اس بارے میں پوری روداد ہوگی اور آخر الذکر میں اپنے آبائی گاؤں ”زرہونی“ ضلع صوابی کے جملہ علمی، ادبی اور مذہبی شخصیات کی زندگی کے حالات واقعات ذکر کروں گا۔

مولانا سعید الرحمن: حضرت! اول الذکر کتاب کے نام کا عروضی وزن کیا ہوگا؟

فانی صاحب: فاعل مستقل، فاعل مستقل اس کا عروضی وزن ہے۔

مولانا سعید الرحمن: حضرت! کتاب کا نام تو بڑا زبردست چنا ہے۔

فانی صاحب: ہاں، ایک شخص کہنے لگا کہ جناب کتاب تو نثر کی ہے اور نام اس کا شاعرانہ ہے؟

تو میں نے اس کو کہا کہ اس کا وزن عروضی یہ ہے ”داستان دل کشاں در زمان ابتلاء“ اور دوسرے کا نام ہے ”تذکرہ علماء وفضلاء زرہونی“

فانی صاحب: بیماری کی دو جہتیں ہیں۔ (۱) اچھی (۲) بری

بری جہت ہر کسی کو معلوم ہے، لیکن اچھی جہت یہ ہے کہ ہمارے لئے لکھنے کا موقع ہاتھ آ گیا ہے۔

اسی طرح ایک مرتبہ مولانا فضل الرحمن صاحب نے میرے سامنے ایک شعر پڑھا اور کہا کہ یہ میرا شعر ہے۔ تو میں نے کہا کہ اے اللہ کے بندے! اگر شعر ہم کہیں تو ہم فارغ ہوتے ہیں۔ تم کس وقت شعر کہتے ہو تو مولانا نے برجستہ جواب دیا کہ میں جب حکومت مہمان بن جاتا ہوں یعنی جب جیل میں ڈال دیا جاتا ہوں یا نظر بند ہو جاتا ہوں یا سفر میں ہوتا ہوں یا بیرون ملک سفر پر ہوتا ہوں تو اللہ تعالیٰ موقع فراہم کر دیتے ہیں، تو اسی طرح ہمارا بھی یہی حال ہے کہ بیماری میں اللہ تعالیٰ نے موقع فراہم کر دیا کہ ہم نے کتابیں لکھنا شروع کیں۔

ایک مرتبہ زمانہ طالب علمی میں ہم جلالین شریف کے پیریڈ کے انتظار میں کھڑے تھے کہ مولانا فضل الرحمن صاحب مجھے مخاطب کر کے بولنے لگے اے فانی! شعر سنئے۔

تو میں نے کہا سنائیے جناب! کہنے لگے

جب آگ دی باغبان نے آشیانے کو میرے جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

تو جواب میں نے کہا: کس طرح آئے یقین ہم کو کسی کی بات کا منزلوں پر لا کے دھوکہ رہنما دیتے رہے

فانی صاحب: حضرت صدر صاحب! ایک غریب و فقیر انسان تھے، بس اپنے کام سے کام رکھتے تھے اور حق گو، حق پرست اور جلالی انسان تھے اور طلبہ کرام پر نہایت شفیق و مہربان تھے۔

حضرت صدر صاحب کے علمی نکات:

حضرت فانی صاحب: حضرت صدر صاحب کے علمی نکات کافی زیادہ ہیں۔ ایک مرتبہ درس بخاری شریف میں

فرمانے لگے کہ شہادت بہت بڑا مقام ہے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ جب فوت ہونے لگے تو بستر پر فوت ہوئے اور نہایت رنجیدہ تھے کسی نے اس بارے حضرت صدر صاحبؒ سے استفسار کیا کہ اتنے سارے غزوات میں شرکت کرنے کے باوجود حضرت خالد بن ولیدؓ کو شہادت کی موت کیوں نہ ملی؟

تو حضرت صدر صاحبؒ نے نہایت عجیب و غریب جواب ارشاد فرمایا کہ حضرت خالد کو نبی علیہ السلام نے ”سیف اللہ“ کا خطاب عطا فرمایا تھا۔ اگر کفار کے ہاتھوں حضرت خالد بن ولیدؓ کو موت ہو جاتی تو کفار خوش ہو کر کہتے کہ اللہ کی تلوار ہمارے ذریعے ٹوٹ گئی تو اللہ تعالیٰ حضرت نبی علیہ السلام کی پیش گوئی کی لاج رکھی۔ اور انہیں بستر پر موت نصیب فرمائی۔

حضرت عمرؓ کے حوالے سے لطیف نکتہ:

دوسرا نکتہ بیان فرمایا کہ حضور ﷺ کا فرمان مبارک ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ابن خطاب رضی اللہ ہوتے کسی نے حضرت صدر صاحبؒ سے پوچھا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت لاڈلے تھے حضرت عمرؓ کے بارے میں فرمان کی کیا وجہ ہے؟ تو حضرت نے فرمایا کہ اس کے دو جواب ہیں اول ہر جمالی پیغمبر کے بعد جلالی پیغمبر آتا ہے تو ابو بکر صدیقؓ میں بھی جمالی تھی اور حضور ﷺ میں بھی جمالی تھی اور یہ عادت اللہ کے خلاف ہے اور حضرت عمرؓ میں جلالیت تھی اس لئے ان کے بارے میں فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتے تو وہ عمر بن خطاب ہوتے۔

دوسری بات یہ کہ فرمایا (لوکان بعدی) تو بعدیت اور معیت میں تضاد ہے اور ابو بکر صدیقؓ کے بارے

میں فرمایا کہ ان اللہ معنا

حضرت صدرؓ کا تیسرا نکتہ بیان فرماتے ہوئے حضرت فائیؓ نے حضرت مولانا سعید الرحمن صاحب مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ غور سے سنئے جلالین شریف میں کام آئے گا قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ظلم نہیں کرتے جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: قوله وما ربك بظلام للعبيد

کسی نے پوچھا کہ حضرت کفار کی عمر ۱۰۰ سال ہے یا ۸۰ سال ہے یا کم و بیش اور خلدین فیہا ابداء عذاب لا محدود ہے۔ یہ تو ظلم ہوا تو حضرت صدر صاحبؒ فرمانے لگے کہ اس کے بہت جواب ہیں لیکن ایک مختصر سا جواب دوں گا کہ یہ کافر ہیں اور کفر ایک لا محدود جرم ہے۔ لہذا لا محدود جرم کے لئے لا محدود سزا ہونی چاہیے اور یہ ظلم نہ ہوا بلکہ عین انصاف ہوا۔

مولانا سعید الرحمن: حضرت آپ مفتی فریدؒ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

فانی صاحب: (آہ! لمبی سانس لیتے ہوئے) ع زبان پہ بارے خدا یہ کس کا نام آیا.....

حضرت مفتی صاحب نہایت شیریں اور میٹھے انسان تھے اور ہم ان کے زیر سایہ بڑے ہوئے۔ اور ان جیسا فقیہ النفس اور مبحر عالم دین روئے زمین پر میں نے نہیں دیکھا۔

مولانا سعید الرحمن: حضرت کیا آپ لوگوں نے حضرت غورغشتویؒ کو دیکھا تھا؟

فانی صاحب: جب حضرت غورغشتویؒ فوت ہوئے تو میں اسکول میں تھا اور حضرت کے جنازہ میں شریک ہوا تھا۔

مولانا سعید: حضرت آپ علامہ شمس الحق افغانیؒ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

فانی صاحب: حضرت افغانیؒ علم کے ایک بہت بڑے بحر الذخار تھے، صرف ایک آیت پر کئی کئی گھنٹے بیان فرماتے تھے۔

مولانا سعید: اسیر المائنا مولانا عزیز گل صاحب کے بارے میں کچھ؟

فانی صاحب: مولانا عزیز گلؒ بہت بڑی شخصیت تھی، فخر افغانہ تھے، عربی مقولہ ہے کہ ولکل فقیہ سفیہ

تو حضرت عزیز گلؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں حضرت شیخ الہندؒ کا سفیہ ہوں، نہایت عاجز مزاج انسان تھے، میں ایک مرتبہ حضرت مولانا سیاح الحق صاحب کے ساتھ ملاقات کے لئے گیا تھا۔

مولانا سعید: حضرت کا کا صاحبؒ میں جو علماء کرام گزرے ہیں، مثلاً مولانا نافع گل صاحب، مفتی سیاح

الدین کا کا خیلؒ وغیرہ کے حوالے سے کچھ عرض کریں؟

حضرت فانی صاحب: یہ علم کے مراکز ہیں، میاں نافع گلؒ، میاں عزیز گلؒ یہ دونوں بھائی ہیں، اور یہ مفتی عدنان کا کا خیل صاحب، میاں عبداللہ کا کا خیل کے صاحبزادے ہیں۔ اور میاں عبداللہ کا کا خیل میاں نافع گل کے صاحبزادے ہیں اور حضرت نافع گل صاحب جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی کے بانیوں میں سے ہیں۔ بہر کیف کا کا صاحبؒ ایک ہمارے علمی تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔

مولانا سعید الرحمن: حضرت! آپ لوگوں کے ایک چچا ابوالوفاء افغانی صاحب بھی تو تھے؟

فانی صاحب: ابوالوفاء افغانی میرے چچا نہیں تھے، وہ مفتی رشید احمد اور مفتی فرید صاحبؒ کے بھائی تھے۔ (ہنستے ہوئے) بہت خوش مزاج اور خوش طبع انسان تھے۔ ان کے بڑے نرالے نوادرات اور تفردات ہیں۔

مولانا سعید الرحمن: حضرت آپ دارالعلوم کے بارے میں کچھ فرمائیں؟

فانی صاحب: یار جی! بس حقانیہ تو حقانیہ ہے۔ ہم سب کی مادر علمی ہے۔ میرا بچپن، جوانی، یہاں

دارالعلوم میں گزری ہے۔ حقانیہ کے ساتھ میری دلی محبت ہے، یہ میری مادر علمی ہے اگر کوئی اس کے بارے میں بُرا بھلا کہے تو اس کے منہ میں خاک ہو۔ دارالعلوم حقانیہ درود یوار ہمارے لئے حرم کی حیثیت رکھتے ہیں۔